ملحمۃ الکبریٰ

اختتامِ کائنات سے قبل خوفناک عالمی تباہی

(عصر حاضر واحادیث- تجزیاتی مطالعہ)

حافظ زاہد لطیف*
ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

In every Era of history, man has been struggling for peaceful environment by maintaining law and order's conditions. In pursuit of his vested interest he could not refrain himself from in human and warlike activities. In this article, a very lethal and disastrous war has been mentioned which man will fight in future before the day of judgement.Bible and many ahadith has quoted this war. In bible it has been mentioned as Armageddon and in ahadith Malhamat-ul-kubra.
Moreover, a brief history of conspiracies and atrocities has been discussed to depict the horrible and terroristic activities of people in the name of religion and this war will end with a very miserable consequence.

9/11 کے سانحہ نے بیشتر واقعات کو جنم دیا اس بات کو بہت زیادہ دن نہیں گزرے جب عام طور پر یہ تصور کیا جاتا تھا کہ سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد اقوام عالم کو ایک دیرپا اور مستقل امن واستحکام کا دور دیکھنا نصیب ہوگا۔کوریا، ویت نام، افغانستان اور وسطی امریکہ کے مسلم تصادم اور تنازعات کے دوران امریکہ و روس کے مابین جاری رہنے والی سرد جنگ کے تلخ نتائج آج بھی اس ناخوشگوار دور کی یاد دلاتے ہیں جب یہ تمام تنازعات، امریکہ وسوویت یونین کے مابین براہ راست دشمنی، عناد اور مخاصمت کا ایک مظہر تھے۔لہٰذا یہ تصور کرنا ایک فطری سی بات تھی کہ اگر یہ دونوں سپر پاورز باہم دشمنی وعناد ترک کر دیں تو دنیا سے جنگ وتشدد کا خاتمہ ہو جائے گا اس ضمن میں ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا خواب دیکھا گیا تھا جسکی رو سے بین الاقوامی مسائل کو سفارت اور قیام امن کی کثیر الجہاتی کوششوں سے حل کر لیا جانا ممکن تصور کیا گیا مگر یہ خواب تو کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نیا عالمی نظام تو فقط ذاتی اجارہ داری کے بقیہ اقوام پر تسلط کے لئے دیکھا گیا تھا اور افکار اسرائیل کی روشنی میں مرتب کیا گیا تھا۔

* لیکچرر، علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

عالمی دہشت گردی کا فروغ ایک ایسا معمہ ہے جس نے مسلم تصادم اور جنگوں کے تجزیہ نگاروں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے کئی مبصرین کی رائے میں اس بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے حقیقی اسباب اور اصل وجوہات شناخت و تشخیص کی عالمی سیاست میں مضمر ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نسلی، لسانی، مذہبی اور قبائلی تشخص کے علاوہ بڑا بنیادی کردار نظریاتی خلا اور عدم توازن کا ہے جو اس سنگین صورتحال کو جنم دے رہا ہے۔

اس خیال کے حاملین میں ایک نمایاں نام، ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سیموئل پی ہننگٹن کا ہے۔ ہننگٹن کی تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ نظریاتی اور وسیع تہذیبی و ثقافتی فرق نے اقوام عالم کو مغربی تہذیب، سلوا کی، ہندو، کنفیوشس اور اسلامی تہذیبوں میں بانٹ دیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہننگٹن کا بنیادی استدلال یہ ہے کہ ان تمام گروہوں میں پائی جانے والی مخاصمت وعناد اور مخالفانہ رویوں نے جدید دنیا کو دہشت گردی جیسے خطرناک عفریت سے آشنا کیا ہے۔ اس ضمن میں وہ بوسنیا، کشمیر، چیچنیا وغیرہ میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تہذیبوں اور ثقافتوں کے مابین حائل خلیج کو پاٹنا آسان نہیں ہے۔ بلکہ میری رائے میں تو یہ کسی قدر ناممکن ہے۔ اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ میں تہذیب و ثقافت اور قومی تشخص کی بنیاد پر قوموں کے اتحاد ٹوٹتے رہے۔ اور سرزمین ہند، ایران، جاپان، امریکہ و برطانیہ میں قومی تشخص کے حوالے سے درپیش تحدیات پر لیکچرز اور گرما گرم بحثیں جاری رہیں حتیٰ کہ نوے کی دہائی میں تو عالمی سطح پر قومی تشخص اور تہذیب و ثقافت میں فرق و امتیاز کا بحران اپنے عروج کو جا پہنچا۔ (1)

یہ معلوم شدہ حقیقت ہے کہ مختلف تہذیبیں اپنی مختلف اساسی اقدار، معاشرتی مراسم و تعلقات، رسوم اور فلسفیانہ فکر کی بنا پر زندگی کے متعلق اجتماعی سوچ اپنا لیتی ہیں۔ اگرچہ ثقافتیں بھی مرور زمانہ کے ساتھ تبدیلی کے ارتقاء سے گزرتی ہیں اور یہ کہ ہر دور کی ثقافت معیشت و سیاست کو الگ الگ متاثر کرتی ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ تہذیبوں کے مابین اقتصادی و سیاسی ارتقاء میں تغیر و اختلاف ثقافتوں کے اختلاف کی بنیاد پر بھی رونما ہوتے ہیں۔

آج عالمی سطح پر افکار کی تبدیلی سے تہذیبوں کے مابین طاقت کے توازن میں بھی نمایاں تبدیلی دیکھی جارہی ہے۔ مغرب آج باقی عالم پر اپنا واضح اثر ورسوخ قائم کئے ہوئے غالب تہذیب کی شکل میں نظر آرہا ہے اس کے بالمقابل اسلامی تہذیب و ثقافت ایک منفرد فکر کے ساتھ مغرب میں اپنا تشخص قائم کرتی نظر آرہی ہے۔

اس صورت میں ایک ایسا عالمی نظام متشکل ہو رہا ہے جو تہذیب و ثقافت کی بنیادوں پر ہوگا آخری لڑی

جانے والی جنگ آرما گیڈن (ملحمۃ الکبریٰ) مغرب و مسلم تہذیب کے مابین ہی ہو گی۔

اسی بات کی دہائی ہنٹگٹن دے رہا ہے وہ رقمطراز ہے:

''آج کی دنیا میں جو اہم ترین اور خطرناک جنگیں چھڑ سکتی ہیں وہ معاشی حوالے سے امیر یا غریب طبقوں کے درمیان نہیں بلکہ مختلف ثقافتوں کے لوگوں کے مابین ہو سکتی ہیں، بوسنیا، وسط ایشیا، قفقاز یا کشمیر میں ہونے والے تہذیبوں کے تصادم بڑی جنگوں میں بدل سکتے ہیں'' (2)

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی ایسی تہذیب جو عالمی سطح پر آفاقی ریاست کے طور پر نمودار ہوئی ہے اس کے افراد خود کو ایک لازوال حقیقت تصور کرتے ہوئے لافانیت کے سراب میں اپنی اصلیت سے پہلو تہی کر بیٹھتے ہیں۔ اور جو معاشرے اس نہج پر جا پہنچیں یقیناً وہی ان کا نقطہ زوال بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ آج مغرب اس تہذیبی جنگ اور کشاکش میں فاتح دکھائی دے رہا ہے اور بقیہ تمام اقوام اور تہذیبیں سرمائے اور جدت میں اس کی اندھی اتباع کر رہی ہیں تاہم یہ ایک خاموش قاتل اور مار آستین کی مانند ایک وحشت ناک انسانی فنا کی طرف لے جا رہا ہے اسی مغربی رہن سہن اور اس کے نتیجے میں ہونے والے انسانی سانحہ کے پیش نظر کئی مغربی مفکر بھی متفکر دکھائی دے رہے ہیں۔ یہی تہذیبی کشاکش امن عالم کے لئے خطرے کا الارم ہے۔ چونکہ تہذیب مغرب پچھلی چند دہائیوں سے اپنی کئی اخلاقی و معاشرتی رویوں کی وجہ سے کھوکھلی ہوتی جا رہی ہے جس کا سبب مغرب میں جرائم، منشیات اور تشدد کا تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان ہے، طلاق کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ٹین ایج نسل نے انسانی رویوں میں ایسے مہیب دراڑ پیدا کر دیئے ہیں جو بالآخر اس کے ابدی زوال پر منتج ہوئے نظر آتے ہیں

نوم چومسکی جو دنیا کے ان چند دانشوروں کی فہرست میں شامل ہیں جن کا سب سے زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے، مغربیت کی اصطلاح لبرل ازم کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

''لبرل ازم کا مطلب ہے غریبوں سے سب کچھ چھین لو۔ پھر انکی مدد کرو، تشدد، آبروریزی، قحط سالی اور قتل عام کی فضا کو فروغ دینا امریکی پالیسی کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ نازیوں کے جنگی جرائم کے خلاف نیوہیمبرگ کی عدالتی کاروائی میں جن قوانین کا حوالہ دیا گیا ہے اگر ان کا اطلاق ہو جائے تو ہر امریکی صدر کو پھانسی ہو جائے'' (3) ایک دوسرے انٹرویو میں چومسکی کہتے ہیں:

''آزاد اور لچک دار معیشت کا مقصد ہے کہ لوگ راتوں کو آرام سے نہ سوئیں اور اس اندیشے سے پریشان رہیں کہ ان کی ملازمت برقرار رہے گی یا نہیں''۔ (4)

جدال وقتال کے شعلے اور یہود کا ہموار سٹیج

اقوام عالم کے موجودہ احوال ہمارے لئے کوئی اچھی فال نہیں جس قسم کے نظریات آج دنیا پر غالب ہیں ان حالات میں یہ فقط ایک معجزہ ہی ہوگا کہ دنیا ان کے نتائج وعواقب سے بچ نکلے۔ بلاشبہ جنگ کا مکمل طور پر قلع قمع ناممکنات میں سے ہے اس لئے کہ جنگ جبلت انسانی کا حصہ ہے۔ جنگ کی اسی ناگزیریت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰۃ ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا.(4)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو باہم ایک دوسرے سے بذریعہ جنگ دور نہ رکھتا تو صوامع (یہودی عبادتگاہیں) گرجے اور مساجد جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے تباہ وبرباد ہو جاتیں''۔

گویا جنگ تو قرآن بطور امن کی ضمانت کے اور تشدد برتنے والوں سے حفاظت کے لئے بیان کرتا ہے اور یقیناً اسی مقدس جنگ نے ہی لوگوں میں مذہب واخلاق کا احیا پیدا کیا ورنہ تو دنیا شدید بہیمانہ خصلت لوگوں کے ہاتھوں آفات سے ختم ہو چکی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جنگ تو جبلت انسانی میں ہے انسان لڑے گا ضرور اور دنیا پر مطلق العنان بادشاہت کے خواب دیکھنے والے ہی اس کو بپا کرنے کی پوری تیاریوں میں ہیں۔ حقیقت میں یہی لوگ انسان نما شیطان اور انسانیت کے خوفناک دشمن ہیں۔

1858ء میں یہودیت سے تائب ہونے والے jacob Brief نامی شخص کے ذریعے اس خوفناک انسانی دشمنی پر مبنی منصوبے کا انکشاف ہوا جو آج "jewish Protocols" کے نام سے جانا جاتا ہے ان Protocols کی رو سے دنیا پر کامیاب حکمرانی جبر وتشدد اور دہشت گردی کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں پروٹوکول نمبر 1"The Basic Doctrine" کے عنوان سے منکشف ہوا ہے۔ وکٹر ای، مارسڈن نے اس کو اپنی کتاب میں یوں نقل کیا ہے

"It must be noted that men with bad instincts outnumber good men, and therefore the best results in governing them are attained by violence and terroristation, and not by acidamic discussions.(6)

"یہ بات نوٹ کی جانی چاہئے کہ دنیا میں اچھے لوگوں کی بہ نسبت برے لوگ زیادہ ہیں لہذا ان پر کامیاب حکمرانی جبر وتشدد اور دہشت گردی کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے نہ کہ علمی مباحثوں سے۔"

صورتحال اگر یوں ہی رہی تو امن عالم سخت خطرے میں ہے جس کے نتیجے میں انسان لامحالہ اجتماعی خود کشی کی طرف بڑھ رہا ہے ایک چھوٹی سی لغزش بھی قیامت بپا کرسکتی ہے۔ ہولناک ایٹمی جنگ کی طرف دنیا رواں دواں ہے ان احوال میں افق عالم پر یہود کی پرچھائی نظر آتی ہے۔

یہودی پروٹوکولز کی روشنی میں یہود کا اس وقت واضح ترین موجود ہدف تمام غیر یہود کو نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے محروم کرنا، تہذیبی ونظریاتی بالخصوص مسلم ممالک کا معاشی استحصال خوش کن اور پرفریب نعروں سے کرنا ہے۔ چنانچہ پروٹوکول نمبر 7 میں اسی خواہش کا اظہار ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو

ترجمہ: " کسی ملک میں اسلحہ کی بھرمار اور پولیس فورس میں اضافہ ہمارے منصوبوں کی تکمیل کے لئے بے حد ضروری ہے ہم جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا کی تمام مملکتوں میں ہمارے علاوہ مزدور اور محنت کش طبقہ رہ جائے۔ چند ایک کروڑ پتی بھی ہوں جو صرف ہمارے مفاد کے لئے کام کرتے رہیں ہمیں پولیس کے ذریعہ یورپ میں اور یورپ کی وساطت سے دوسرے براعظموں میں بھی فسادات، انتشار اور جنگ وجدل کی آگ بھڑکانا ہے اس سے ہمیں دوہرا فائدہ ہوگا اول یہ کہ ہم تمام ملکوں اور قوموں کو اپنے قابو میں رکھ سکیں گے کیونکہ انہیں یہ خوف ہوگا کہ ہمارے پاس طاقت ہے ہم جب چاہیں کسی کو بھی سزا دے سکتے ہیں اور جہاں چاہیں نظم ونسق قائم کرسکتے ہیں اس طرح تمام ممالک ہمیں ایک ناگزیر اور مطلق العنان قوت کے طور پر دیکھنے کے عادی ہوں گے۔"(7)

حقیقت تو یہ ہے کہ یہودیوں کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ وہ ہی فقط اللہ کی لاڈلی وچہیتی قوم ہیں لہٰذا اسرائیل کی مضبوطی واستحکام نیز یہودی قوم کی بقا وفلاح کے لئے لازم ہے کہ موجودہ اسرائیل "Greater Israel" مانا جائے اور تمام تر دنیا سے یہودی اسرائیل میں لاکر بسائے جائیں یہودی طریقہ تعلیم اور یہودی زبان (عبرانی) کو فروغ دیا جائے۔ یہود کی یہی فکری رعونت بالآخر بڑی خوفناک جنگ جسے حدیث میں ملحمۃ الکبری اور بائبل میں آرما گیڈن (Armagaddon) کہا گیا ہے کا پیش خیمہ بنتی نظر آتی ہے۔

یہود کے اس فکری غلبہ واستعلا کی جنونی خواہش اور اس کے لئے نامعقول کو معقول بنانے کے پرفریب پردے کو ان کے درآمد شدہ پروٹوکول نمبر 8 میں یوں ذکر کیا گیا ہے۔

We must search out the very finest shades of expression ……
……moral pricipals cost into legal form.(8)

''ہمیں بعض صورتوں میں ایسے فیصلے صادر کرنے پڑیں گے جن کو لوگ غیر معقول اور غیر منصفانہ کہیں گے لیکن ہمیں ان کا قانونی جواز پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا ہوگا اس سلسلے میں ہمیں زبان و بیان کو حسین و مرعوب بنانا ہے جس سے یہ تاثر مل سکے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اخلاقی قدروں اور قانونی ضابطوں کے مطابق ہے۔''

آج حالت یہ ہے کہ امریکہ اسرائیل کے لئے عرب علاقوں کے انخلا کی بار بار وارننگ جاری کر رہا ہے۔ مستقبل قریب میں یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں رہے گی کہ کون کس کو استعمال کر رہا ہے۔ تاریخ یہود کو دقت نظری سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وقت ملنے پر اسرائیل امریکہ و برطانیہ کو بھی تہ و بالا کرنے سے گریز نہ کرے گا۔

ہنری فورڈ اول فکر یہود کے غلبہ کے لیے خفیہ سرگرمیوں کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں وہ یہودی فکر کے امریکہ و یورپ میں غلبہ کو صرف یہودی سازش اور چالبازی کے نئے طریقوں کی خوب بیخ کنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا ملخص کچھ یوں ہے۔

''اصل چیز یہودی فکر ہے نہ کہ یہودی عوام، یہودی عوام تو صرف یہودی فکر کا آلہ کار ہیں۔ قوم یہود کے پیش نظر کوئی اعلیٰ روحانی مقاصد کا حصول نہیں بلکہ فقط حقیر معاشی فوائد ہیں۔ ہر تخلیقی و تعمیری ذہن اپنے کام سے انس و محبت رکھتا ہے، پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے حاملین تو ہنر مندی حاصل کر کے بناتے مگر یہودی سوشلسٹ اور تخریبی افکار کے ذریعے سے عوام کو یہ باور کرایا گیا کہ مقصد زندگی کام نہیں صرف روپیہ کمانا ہے۔ روپے اور غذا کی منڈی پر قبضہ جماؤ۔ لہٰذا انقلابی یہودی لیڈروں نے سوچے سمجھے ماسٹر پلان کے ذریعہ سے تمام اقتصادی فکر کو مکمل زہر آلود کیا اسی طرح فکر یہود کالجوں اور یونیورسٹیوں پر خاص طور پر حملہ آور ہوئی نوجوانوں کے ذہنوں میں قدرتی بغاوت ہوئی اور کچھ آزادروی بھی جس سے وہ اعتقادات قدیم پر نکتہ چینی کرتے ہیں یہودی ٹھیک اس عمر میں جوانوں کو اپنے نرغے میں لے کر ایسے خیالات ٹھونستے ہیں کہ جنکے خطرناک عواقب و نتائج دیکھنے سے نوجوان عاری ہوتے ہیں ٹھیک اس جوانی کے ایام میں یہود ان کے ذہنوں پر حملہ آور ہو کر یہ باور کراتے ہیں کہ مرد و عورت کا آزاد معاشقہ فطری امر ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں۔'' (9)

اکیسویں صدی میں داخل ہونے والی اس دنیا کو عالمی طاقتوں سمیت آج کئی چیلنج درپیش ہیں۔ قرآن، احادیث نبویہ اور بائیبل کی روشنی میں عنقریب ایسے احوال پیش آئیں گے جن سے نبرد آزما ہونا انسان کے

بس کی بات نہیں رہے گی۔ آج جدید میڈیا اور ٹیلی کمیونیکیشن نے دنیا کے چپے چپے کے واقعات دوسرے کونے تک برق رفتاری سے پہنچا دیئے ہیں سیکولر عرب قوم پرستوں، امریکیوں، فرانسیسیوں، اسرائیلیوں، روسیوں، بھارتیوں اور دیگر اقوام کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم وستم کے توڑے جانے والے پہاڑ دنیا کو دکھا دیئے ہیں جن سے امت مسلمہ کے جذبات کا برانگیختہ ہونا فطری امر ہے۔ یہی نفرت وانتقام کا جذبہ جب عملی شکل اختیار کرتا ہے تو مغرب اسے دہشت گردی سے تعبیر کرتا ہے۔

دنیا میں تباہ کن انقلابی نظریات وایٹمی ہتھیار تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے ہیں امریکہ ومغرب کے لیے یہ خیال بھی سوہان روح بنا ہوا ہے کہ کہیں دہشت گردان کیمیائی وحیاتیاتی ہتھیاروں کو خرید کر کسی یورپی ملک یا امریکہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں اس مقصد کے لیے افغانستان وعراق کے انہدام کے بعد ایران، شام، و پاکستان کو امریکہ اپنا ہدف بناتا نظر آتا ہے، یقیناً دہشت گردی بھی ایک گلوبل ایشو بنتا جا رہا ہے اس سے محض امریکہ و یورپ کو ہی خطرہ نہیں عالم اسلام کا اس کی زد میں آنا بھی بعید از قیاس نہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ نائن الیون اور سیون سیون کے حملے دہشت گردی کی ذیل میں آئیں جبکہ افغانستان، عراق، کشمیر، چیچنیا و بوسنیا کے کتنے ہی مسلمانوں کا خون بہایا جانا اس کے ذیل میں کیوں نہیں آتا۔ اگر واشنگٹن نئی دہلی اور لندن کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ تمام انسانوں کا لہو یکساں ہے تو شاید اس شدید ابتلا و پرفتن احوال سے نمٹا جا سکے۔ دہشت گردی خواہ کسی بھی قسم کی ہو اس سے پوری کامیابی سے نمٹنا ہوگا لیکن موجودہ صورتحال نہایت گھمبیر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر انسانیت مثبت اقدام کی طرف نہ بڑھی تو پھر لامحالہ فطرت کے خوفناک انتقام کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ باصلاحیت اور بلند کردار کی حامل قیادت کا بحران روز بروز جلتی پر تیل کا کام کر رہا ہے۔ دنیا بھر میں اسی قحط الرجال کا سامنا ہے۔ اقوام عالم آج بھی قارون وفراعین کے ہاتھوں یرغمال بنتی جا رہی ہیں۔

عالمی رہنما جو حقیقی معنوں میں انسانیت کی صحیح سمت رہنمائی کریں آج دور دور دیکھنے پر نہیں ملتے۔ عالمی راہنما، دانشور اور مذہبی مفکرین جو انسانیت کی اجتماعی فلاح و بہبود کی بات کریں، مفقود ہیں، سبھی سیاستدان ہیں لیکن ریفارمر کوئی نہیں۔ فی الحقیقت یہی کوتاہ نظر لوگ امن عالم کے دشمن اور عوام میں عدل وانصاف سے بے پرواہ نظر آتے ہیں قلوب واذہان میں دنیا کی اندھی ہوس وخمار بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ متکبرانہ لہجوں اور شرر زبانوں سے صرف ذاتی مفادات اور ڈکٹیٹر شپ کی بو آتی محسوس ہوتی ہے دوسری جنگ عظیم میں پروپیگنڈے کے ماہر نازی جنرل گوئیبلز کے اس فلسفے پر سختی سے عمل پیرا نظر آتے ہیں کہ 'جھوٹ کو اتنی مرتبہ دہراؤ کہ سچ نظر آنے لگے'' (10)

یہی عوامل موجودہ صدی میں مہیب صورتحال اختیار کرتے نظر آرہے ہیں جو بالآخر ہولناک جنگوں کا محرک بنیں گے امیر وغریب ممالک میں تفاوت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہی معاشی ناہمواریاں اور عالمی سطح پر عدل وانصاف کا قتل داخلی وخارجی ستون کے لیے خطرے کا الارم ہیں۔

دو تباہ کن عالمی جنگوں کے بعد دنیا کو امید ہو پائی تھی کہ اب سکھ کا سانس لیا جائے گا مگر عالمی امن کو پامال کرنے اور تیسری دنیا کے ممالک کا استحصال جس بے رحمی سے کیا جارہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ مظلوم مفسد اور ظالم امن کے دیوتا بنے بیٹھے ہیں، معاشی ومعاشرتی استحصال کی چکی میں پستا ہوا گر کوئی شخص جسم پر بم باندھ کر آخری چارہ کار کے طور اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت پر کٹ مرے تو وہ انتہا پسند ودہشت گرد اور جو کلسٹر بموں، گن شپ ہیلی کاپٹروں، نیوکلیائی وکیمیائی ہتھیاروں اور میزائلوں سے مسلح ہو کر لاکھوں نہتے بے گناہ، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے پرخچے اڑا کر رکھ دے تو وہ انسان دوست، اعتدال پسند، صلح وآشتی کا پیغامبر اور امن کا پرچارک قرار دیا جاتا ہے ان سب پر مستزاد موجودہ دور کے انسان کا سب سے بڑا المیہ یہ کہ ایسے مغربی ممالک جو جدید ٹیکنالوجی میں پیش پیش ہیں جنگی زمام کار ایسے ننگ انسانیت جابر حاکموں کے ہاتھ ہے جن کا شیوہ تہذیب کی آڑ میں آدم کشی وغارت گری ہے۔

حقیقت میں ان کے دانت خون آلود اور پنجے مردار کھانے والے کرگسوں کی مانند ہیں۔ انہی وحشیانہ جبلتوں کے حامل انسانوں کو خدائے لم یزل نے اسفل السافلین کے زمرے میں بیان کیا ہے جو درندگی کرتے ہوئے تحت الثریٰ میں گرتا چلا جاتا ہے۔ موجودہ نام نہاد مہذب اور امن کے داعی انسان اور ماضی کے صحرا نورد وحشی میں فرق فقط یہی معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کا وحشی ہاتھوں میں نیزے بھالے لے کر انسان کے خون سے پیاس بجھاتا تھا اور عصر حاضر کا وحشی ہاتھوں میں ایٹم بم لئے کسی دوسرے کو اپنا حریف ومقابل دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔

ایسی گھمبیر صورتحال میں اصل المیہ تو یہ ہے کہ عصر حاضر کے وہ باضمیر اہل علم وفضل، مفکرین ودانشور جو کبھی حق گوئی وبے باکی کے بیباک ترجمان ہوا کرتے تھے وہ آج ناپید ہیں سائنس وٹیکنالوجی کے ارتقاء کا سفر تو مسلسل جاری ہے۔ تسخیر کائنات کے منصوبے بنائے جارہے اور عین ممکن ہے کہ انسان قبل از وقت آسمان کے تارے توڑ لائے اقوام عالم میں مہلک سے مہلک ترین اسلحہ خانے اور ایسے ایسے ہلاکت خیز جنگی ساز وسامان جمع ہو رہے ہیں کہ جیسے ایک کے بجائے کئی دنیائیں تباہ کرنا مقصود ہو ایک طرف بھوکی ننگی اقوام کو روٹی میسر ہو نہ ہو دوسری طرف اربوں کھربوں ڈالر کے سامان حرب سے دنیا اٹی پڑی ہے اور اس کے دیوانہ

وار خریداری میں ممالک جتے ہوئے ہیں حالت یہ ہے کہ آج کسی بھی ملک کا دفاعی بجٹ اس کے معاشرتی بجٹ سے کہیں زیادہ ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق 2007 تک دنیا کے دفاعی اخراجات 1500 بلین ڈالر سے تجاوز کر جائیں گے۔ تیل و اسلحہ فروشی کی صنعت اس وقت بام عروج کو پہنچی ہوئی ہے۔ امریکہ و برطانیہ اسلحہ و تیل کے بڑے بڑے سوداگروں میں ہیں اور جنگ پسند لوگ اقتدار میں لائے جا رہے ہیں گویا موت کے ان سوداگروں سے بچ نکلنا تیسری دنیا کے لئے ممکن نہیں۔ فی الحقیقت اس شر انگیزی میں دو گروہوں کا تذکرہ ہمیں زبان رسالت سے ملتا ہے کہ جنگی بنیاد پر تمام احوال و امور کی اصلاح ممکن ہے اور وہ ہیں اصحاب فکر و دانش اور اہل علم اور دوسرے اولوالامر یعنی اصحاب سیاست و حکم۔

حدیث نبوی یوں ہے:

صنفان من امتی اذا صلحا صلحت الامة و اذا فسدت فسدت الامة ، السلطان والعلماء.(11)

''دو گروہ میری امت میں ایسے ہیں کہ جب وہ صحیح ہوں گے تو پوری امت صحیح ہوگی اور جب ان میں فساد ہوگا تو پوری امت میں فساد ہوگا، وہ علماء اور امراء (حکمران) ہیں''

عام طور پر سننے میں ملتا ہے کہ سیاست تمام علوم کی ماں ہے اور سیاست دان تمام برائیوں کی جڑ اس مقولے کو اگر وسیع تر تناظر میں دیکھیں تو حقیقت اس سے کچھ بعید نہیں۔ معاصر دنیا میں آج کسی بھی وقوعہ کا ہونا انہونا نہیں ہوگا۔ 9/11 کی آڑ میں خوفناک جنگوں کا سلسلہ جو مسلمانوں پر مسلط کیا گیا ہے اور ان جنگوں کے پس پردہ مقصود مسلم اقوام کے گرد گھیرا تنگ کرنا اور ان کے جوہری ہتھیاروں پر قبضہ کرنا نظر آتا ہے۔

اس وقت دنیا کے موجودہ سیاسی حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اقوام عالم کو خلوص نیت سے بقائے باہمی کی خاطر کوئی قدم امن کے حصول کے لیے اٹھانا چاہیے صرف قراردادیں پاس کروا دینے سے خوفناک انجام سے بچاؤ ممکن نہیں۔ اس وقت طاقت کا توازن امریکہ کے ہاتھ میں ہے جو سپر پاور کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نظر آ رہا ہے۔

ملت اسلامیہ کے لیے لازم ہے کہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں باخبر رہے اور پھر منصوبہ بندی کرے اور ہر قسم کی تیاری انتہائی اہمیت کی حامل ہے جبکہ حالت یہ ہے کہ کچھ اسلامی ممالک کا گزر اوقات و اقتدار ہی مغربی ممالک کی بھیک پر ہے وہ اسلامی نظام کے نفاذ سے اپنے داتاؤں کی خفگی کو مول نہیں لے سکتے اور اس کے برعکس متمول اسلامی ممالک کا حال یہ ہے کہ وہ اسلام کے تصور مساوات سے خوفزدہ

معلوم ہوتے ہیں اوراس عمل احتساب سے خائف ہیں کہ جس میں ایک بدوی بھی خلیفہ وقت سے یہ استفسار کرسکتا تھا کہ آپ کے پاس دو چادریں کہاں سے آئیں؟ایسے شخص کو مطمئن کرنا خلیفہ اپنا فرض سمجھتے۔

تمام مسلمانوں کی بالخصوص عربوں کی حالت اگر جوں کی توں رہی تو کچھ بعید نہیں کہ خوفناک، تاریک و سیاہ دن دیکھنا پڑیں،اسراف وتعیش میں غرق اس امت کے کئی ممالک ہیروشیما اور ناگاساکی بنتے نظر آرہے ہیں کہ جنکی خبر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سواچودہ سوسال قبل دی ان میں سے کئی اخبا وآثار امت نے اپنی آنکھوں سے سچ ہوتے ہوئے ملاحظہ کرلیے اور کئی عنقریب روز روشن کی طرح دیکھنا ہوں گے اورفتنوں کے سلسلے کا تار مستقبل قریب میں ٹوٹا ہی چاہتا ہے کہ جس کے بعد بارش کے قطروں اور تسبیح کے دانوں کی مانند یکے بعد دیگر فتنے ہی فتنے ظاہر ہوں گے۔اہل مشرق ومغرب باہم گتھم گتھا ہوں گے شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے،قتل عام ہوگا زندہ آدمی مرے ہوئے کی قبر پر سے گزرتا ہوا اسکے مقام پر ہونے کی خواہش کرے گا۔اس کی موت پر رشک کرے گا اور موت چاہے گا مگر موت نہیں ملے گی۔

ذیل میں قرب قیامت وقوع پذیر ہونے والی جنگوں کے احوال اسلامی نقطہ نظر سے بیان کئے جارہے ہیں۔جنہیں احادیث میں ملاحم کہا گیا ہے۔یہ خوفناک جنگیں جن میں دنیا کی بڑی طاقتیں اور تہذیبیں اپنے حتمی انجام کو جا پہنچیں گی۔جس کے بعد چند بڑے بڑے فتنے خروج دجال وظہور یاجوج ماجوج اور بالآخر سیدناعیسی علیہ السلام کی وفات اور پھر دنیا کا ابدی زوال واختتام ہوگا۔ملاحم کیا ہیں،کب ہوں گی،مسلمانوں کا کن کن ممالک سے باہم ٹکراؤ ہوگا۔ان کے تفصیلی احوال ذیل میں بیان کئے جارہے ہیں۔

ملاحم:۔لغوی معنی ومفہوم

ملاحم جمع ہے ملحم کی۔جس کا اشتقاق قدرے مبہم وغیرواضح ہے قرآن مجید میں یہ لفظ کہیں نہیں آیا صرف اسکا مادہ ''لحم''اور''لحوم'' کا ذکر ملتا ہے جس کے معنی گوشت کے ہیں۔

لسان العرب میں بذیل مادہ''لحم''اوراسکے معنی پر سیر حاصل تبصرہ ابن منظور افریقی نے یوں کیا ہے:

والملحمة:الوقعة العظيمة القتل:والحمت القوم اذا قتلتهم صار ولحما. والحم الرجل الحاما اذا نشب فى الحرب فله يجد مخلصاً. قال ابن الاعرابى:الملحمة حيث يقاطعون لحومهم بالسيوف:والملحمة:الحرب ذات القتل الشديد. والملحمة:والوقعة العظيمة فى الفتنة. نبى الملحمة قولان:احدهما نبى القتال وهو كقوله فى الحديث:بعثت بالسيف. والثانى نبى الصلاح وتاليف. (12)

''ملحمہ قتل کا ایک عظیم واقعہ ہے۔(عرب میں کہا جاتا تھا) الحمت القوم (میں نے قوم سے جنگ کی) جب میں نے انہیں قتل کیا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔اور کہا جاتا تھا ایک شخص لڑائی میں اس طرح جا گھسا کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ ابن اعرابی کہتے ہیں ملحمہ وہ ہے کہ جب لوگ باہم تلواروں سے ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔اور ملحمہ سے مراد ایک شدید قسم کی لڑائی اور اسی طرح ملحمہ فتنوں کے دوران ایک عظیم وقوعہ کو بھی کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کے اسم مبارک نبی الملحمہ کے سلسلے میں دو قول ملتے ہیں: ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہ حرب و مقاتلہ کے نبی ہیں اور یہ بات حدیث میں آپ ﷺ کے اس قول کے مطابق ہے ''مجھے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے'' اور دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ صلاح و تالیف کے نبی ہیں۔''

اسی طرح صاحب تاج العروس مرتضیٰ زبیدی نے بھی بذیل مادہ ''لحم'' میں یوں لکھا ہے:

"الملحمة: الحرب ذات القتل الشديد. والجمع الملاحم ماخوذ من اشتباك الناس واختلاطهم فيما كاشتباك لحمة الثوب بالسدى. (13)

''یعنی ملحمۃ ایسی جنگ کو جس میں شدید معرکہ اور لڑائی ہو اور اس کی جمع ملاحم ہے جس سے مراد لوگوں کی یوں باہم مڈبھیڑ ہے جیسے کپڑے کا تانا بانا ملتا ہے''۔

ملاحم اصطلاحاً

نواب صدیق حسن القنوجی ''ابجد العلوم'' علم الملاحم کے سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں

ملحمة وهى الواقعة العظيمة فى الفتنة مثل وقعة بخت نصر ...... وقد اخبر النبى بها فى احاديث الشريفة (15)

ملحمہ فتنے کے دوران ایک عظیم واقعہ کا نام ہے جیسے بخت نصر، چنگیز خان اور ہلاکو خان کا واقعہ، اس علم میں علم نجوم کے دلائل کی روشنی میں فتنوں کے اوقات ک پہچان پر بحث کی جاتی ہے اور میرے نقطہ نظر سے علم نجوم دلیل کے اعتبار سے انتہائی کمزور ترین علم ہے جس کی کوئی بنیاد اور اصل نہیں اور اگر تم ملاحم کی معرفت چاہتے ہو تو احادیث واردہ کی طرف رجوع لازم ہے میرے نقطہ نگاہ سے ملاحم کے دوران کوئی فتنہ صغریٰ یا کبریٰ نہیں، اور وہ فتنے جو قیامت تک بپا ہوں گے اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک کے زمین کے تمام فتنوں کی خبر احادیث شریفہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار یوں رقمطراز ہے:

''قرآن مجید میں آئندہ آنے والے تاریخی واقعات کے متعلق پیشگوئیاں بہت کم ہیں لیکن احادیث میں اس قسم کی پیشگوئیاں زیادہ ہیں حدیث کی دو کتابوں (صحیح بخاری و مسلم) میں آئندہ آنے والے فتنوں بالخصوص قرب قیامت واقعات کا تذکرہ ملتا ہے فتنہ سے متعلق روایات میں آنحضرت ﷺ نے آئندہ آنے والے مصائب اور آزمائشوں کا ذکر واضح طور پر کیا ہے کہ مسلمان ان کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلام کے آئندہ آنے والے خاندانوں کی تاریخ کا ذکر، ان کے نام، ان کے باپوں کے نام اور باغیوں کے سرغنہ لوگوں کے قبائل کے نام بیان کیئے ہیں۔ ان میں رومیوں سے جو معرکے ہوئے جن کا ذکر مسند احمد بن حنبل اور ابوداؤد میں ملتا ہے اسی طرح فتح قسطنطنیہ کے لئے جو لڑائی لڑی گئی۔ ان کا ذکر ترمذی نے کتاب الفتن میں کیا ہے۔ ان میں ملاحم کا لفظ مستعمل ہے۔ بعدازاں ملاحم کے عنوان سے مستقل تصانیف مرتب کی جانے لگیں جن کا ذکر ابن الندیم نے الفہرست میں کیا ہے کہ علی بن یقطین کے پاس امور الملاحم نامی کتاب جبکہ اسمٰعیل بن مہران کے پاس کتاب الملاحم تھی اسی طرح اس کا ذکر بہت جلد عام ہو گیا''۔(16)

علامہ ابن خلدون نے ''ملاحم'' کے بیان میں لکھا ہے:

''عباسی حکومت کے افراد اور ان کے بعد آنے والے بعض افراد کے پاس حکومتوں میں پیش آنے والے واقعات پر بہت سی نظمیں اور مقالے لکھے اور رجزیہ اشعار بھی جنہیں ملاحم کہا جاتا۔(17)

ملاحم کی ابتدا، عوامل ومحرکات

آپؐ سے وارد شدہ بعض احادیث صحیحہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دنیا میں عنقریب ہولناک جنگوں کا وقوع ہونے والا ہے بلاشبہ چنگاریاں تو بھڑک اٹھی ہیں اور بتدریج ایک الاؤ کی شکل بھی اختیار کر رہی ہیں انکے احوال وعوامل فتن وملاحم کی کئی کتب میں ملتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر، نعیم بن حماد اس سلسلے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ چنانچہ احوال جنگ اور اس کے عوامل پیش خدمت ہیں۔ جنہیں قارئین کی سہولت کے لیے نکات کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

☆ اہل روم (عیسائی) اور مسلمان باہم صلح کرلیں گے (18) نعیم بن حماد نے کعب الاحبار کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ یہ صلح 10 سال تک رہے گی۔(19)

☆ مسلمان اور اہل روم قسطنطنیہ کے عقب میں موجود ایک دشمن سے جنگ کرتے ہوئے فتح یاب ہوں گے پھر ایک دوسرے جنگی معرکہ میں کوفہ میں کسی دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی جنہیں چمڑے کی مانند کوٹ کوٹ کر تباہ کر دیا جائے گا۔(20)

☆ پھر دونوں مجتمع ہو کر اپنے عقب پر موجود کسی بڑے دشمن سے مڈبھیڑ کریں گے (21) (عقب پر موجود یہ دشمن کون ہوگا جس کے لیے حدیث میں لفظ (عدو من ورآء کم) استعمال کیا گیا ہے مسلم سکالرز اس سلسلے میں اختلاف کا شکار ہیں بعض کے مطابق اس سے مراد یہود جبکہ بعض کے مطابق عراق کویت جنگ تھی) البتہ نعیم بن حماد کی حدیث کے مطابق یہ دشمن اہل مشرق میں سے ہوں گے۔(22)

☆ اس جنگ میں مسلمان و رومی فتح یاب ہو کر غنائم کی تقسیم کے سلسلے میں باہم متفرق ہو جائیں گے رومی بچوں اور قیدی عورتوں میں سے بھی حصہ طلب کریں گے جبکہ مسلمان ایسا کرنے سے انکار کرتے ہوئے انہیں اس کے علاوہ ہر چیز میں سے حصہ لینے کی پیشکش کریں گے۔(23) (یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقبی دشمن لامحالہ کوئی مسلمانوں میں سے ہی ہوگا تبھی مسلمان، عورتوں اور بچوں کو عیسائیوں کے حوالے کرنے سے انکاری ہوں گے)

☆ اس بات پر عیسائی فورسز کہیں گی کہ تمہیں فتح صلیب کی برکت سے ہوئی ہے اور صلیب کو بلند کرتے ہوئے **الا غلب الصلیب** کا نعرہ لگائیں گے جبکہ مسلمان کہیں گے کہ یہ فتح اللہ کی مدد سے ہوئی اور ایک مسلمان صلیب توڑ ڈالے گا جس وجہ سے دونوں میں شدید جنگ بپا ہوگی۔(24)

☆ اہل روم کا بادشاہ غضبناک ہو کر 80 جھنڈوں کے ساتھ حملہ آور ہوگا اور یہ جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔(25)

☆ خوفناک ٹکراؤ کا پہلا روز (راؤنڈ) پہلی **ملحمة العظمیٰ** کہلائے گا نعیم بن حماد نے زاہریہ کا قول نقل کیا ہے جس کے مطابق کل ایام جنگ چار ہوں گے۔(26)

☆ اولین مراحل میں انطرسوس اور حمص بری طرح برباد ہوں گے۔(27)

☆ مسلمانوں کا یمنی قریش خلیفہ ٹکراؤ کے لیے آگے بڑھے گا مگر ہر بار روم غلبہ پائیں گے اور مسلمانوں کو انکی کمین گاہوں سے نکال کر باہر کریں گے۔(28)

☆ مسلمانوں کا خلیفہ اپنے ستر امراء فوج کے ساتھ قتل ہو جائے گا۔ مسلمانوں پر یہ ایسی شدید آزمائش ہوگی کہ اللہ کے امر سے ہتھیار مسلمانوں پر مسلط کر دیا جائے گا اور مدد اٹھالی جائے گی۔(29) خونریزی اس

حد تک جا پہنچے گی کہ جس کی مثل نہ دیکھی گئی ہوگی۔

☆ مسلمانوں کے بعض قبائل بہرا، تنوخ، سلے اور سلیح کافر ہو کر اہل روم سے یہ کہتے ہوئے جا ملیں گے کہ اللہ کو اگر اس دین کی ضرورت ہوتی تو ضرور مدد کرتا۔ (30)

☆ اس طرح مسلمانوں کا ایک گروہ کافر ہو جائے گا ایک گروہ آگے بڑھتے ہوئے شہادت پائے گا اور اگر گروہ آخر کار نصرت الٰہی سے فیضیاب ہو کر فتح مند ہوگا۔ (31)

☆ اس دوران مسلمانوں کا بیس کیمپ شام و دمشق ہوں گے۔ تمام تر غارت گری اور بربادی اسی سرزمین پر واقع ہوگی۔ حدیث میں اس کے لیے لفظ مرج ذی تلول بولا گیا ہے جہاں صلیب توڑے جانے کا واقعہ پیش آئے گا۔ مرج ذی تلول سے مراد ٹیلوں والی سرزمین ہے۔ اب اس امر میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے مراد افغانستان لیا ہے بعض نے نجد حالانکہ ٹیلے تو کو تقریباً ہر ملک میں پائے جاتے ہیں اور ویسے بھی صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں صراحت ملک شام کے لیے موجود ہے (32) اور نعیم بن حماد نے بھی بالصراحت شام، دمشق کا ہی ذکر کیا ہے۔ (33)

☆ اہل روم مسلمانوں کو از راہ طنز یہ کہیں کہ اے عربوں کی جماعت! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم ہم سے لڑنا ناپسند کرتے ہو تو آؤ اور ہمارے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ (34) اور یہ جو لوگ ہم میں سے الگ ہو کر تم سے جا ملے انہیں ہمارے حوالے کردو۔ اس پر مسلمان کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو کبھی تمہارے حوالے نہیں کر سکتے (35) (یاد رہے کہ دوسری احادیث میں صراحت موجود ہے کہ اس سے قبل عیسائیوں میں سے ایک گروہ مسلمان ہو کر افواج اسلامی میں داخل ہو چکا ہوگا۔ اہل روم انہی کے متعلق مسلمانوں سے یہ بات کہیں گے) نعیم بن حماد نے اس کے برعکس بھی حدیث بیان کی ہے عرب ان کے جواب میں کہیں گے یہ لوگ تمہاری بات سن رہے ہیں اور اپنا معاملہ خوب جانتے ہیں۔ (36)

☆ اسلامی افواج میں آ داخل ہونے والے نومسلم اب شدید غصہ میں آ کر کہیں گے کیا تمہیں ہمارے دین میں کوئی نقص نظر آیا ہے اب نومسلم الگ جماعت ہو کر جبکہ عرب الگ جماعت ہو کر یکبارگی رومیوں پر حملہ آور ہوں گے ہر روز فتح یا شہادت کی امیدوں سے ہی آگے بڑھتے رہیں گے صرف رات ہی ان کے درمیان حائل ہوگی اس طرح بالآخر مسلمان بیت المقدس سے موجب اور پھر بلقاء کی سرزمین پر اللہ سے خوب تضرع و آہ و زاری سے دعا کریں گے۔ اللہ کو اپنے دین کے لیے سخت غیرت آئے گی اور شاہ روم بالآخر قتل ہوگا خدائی مار اور غضب کا کوڑا رومیوں پر اس طرح برسے گا کہ مسلمانوں کو اس بات

کی پرواہ نہ ہوگی کہ کسی کے ہاتھ میں صمصامہ (چھوٹی تلوار) بھی ہے یا نہیں۔ چوتھے روز کہ اس شدید معرکہ میں مسلمان فتح مند ہوں گے عیسائیوں کو بے دریغ قتل کریں گے۔ حتی کہ مسلمان قسطنطنیہ آ پہنچیں گے۔ قسطنطنیہ کا قدآور آدمی (امیر وسپہ سالار) نہر قسطنطنیہ پر پہنچ کر وضو کرنا چاہے گا مگر پانی دور ہٹ جائے گا۔ پھر آگے بڑھے گا مگر پانی پھر دور ہٹ جائے گا۔ اس پر وہ اپنی افواج میں اعلان کرے گا کہ اللہ اس امر کا ارادہ کرتا ہے کہ آؤ اور اسے پار کرو (37) (نعیم بن حماد کی بعض دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ وضو کرنے والا یہ شخص امام مہدی ہوں گے)۔ (38)

☆ یہ قسطنطنیہ کی دوسری فتح ہوگی چونکہ پہلی فتح کے نتیجے میں سلطان محمد الفاتح کے ذریعے مسلمانوں کے ہاتھ آنے والا یہ ملک آج تک مسلمانوں کے پاس ہے مگر چونکہ آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ ترکی عالم کفر کا ہم نوالہ وہم پیالہ بنا ہوا مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو رہا ہے جو بالاخران کے قبضے میں جا پہنچے گا۔ جیسا کہ وکی لیکس کے بھی حالیہ انکشاف سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اسرائیل وامریکہ ایران کے خلاف ترکی کو مسلسل استعمال کر رہے ہیں اور اسی کے ذریعے اپنے مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں لہذا کچھ بھی بعید اور متعجب نظر نہیں آتا کہ ترکی انہی کا حصہ بن جائے۔

روم و ویٹی کن کی فتح (Vatican City) اور پاپائے روم کا قبول اسلام

ابوعمر الدانی نے السنن الواردہ فی الفتن میں حضرت حذیفہ سے ایک حدیث کا ذکر کیا ہے اسی کا طویل ذکر نعیم بن حماد نے بھی ''الفتن'' میں کیا ہے جس کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

☆ قسطنطنیہ میں مسلمان جونہی فاتحانہ داخل ہوں گے اہل روم کے چار لاکھ افراد قتل ہوں گے، سونے و جواہرات کا ایک بڑا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا اور دارالبلاط (شاہی محل) میں ایک سال تک قیام کریں گے اور قسطنطنیہ میں مساجد تعمیر کی جائیں گے۔

☆ قدمادیہ نامی شہر میں پہنچ کر غنائم تقسیم ہو رہے ہوں گے کہ دجال کے خروج کی خبر ملے گی مگر یہ افواہ ہو گی۔

☆ بیسان، لبنان، عکا اور اردن (اسرائیل کا ساحلی شہر جو حیفا کے قریب ہے) میں 1500 کشتیاں بنائیں گے ہوا مسلمانوں کے یوں تابع کر دی جائیں جیسے حضرت سلیمانؑ کے لیے کی گئی۔

☆ اس روز مسلمانوں کے چار گروہ ہوں گے ایک اہل مشرق، دوسرا اہل مغرب، تیسرا اہل حجاز چوتھا اہل شام کا اور وہ آپس میں اس طرح متحد ہوں گے گویا ایک ہی باپ کی اولاد، دلوں سے بغض کینہ، حسد و

عداوت مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔

☆ مسلمان روم جا پہنچیں گے اہل روم کا ایک بڑا راہب جو صاحب کتاب بھی ہوگا (غالباً یہ ویٹی کن کا پوپ ہی ہوسکتا ہے) مسلمانوں کے امیر کے پاس آکر جنت، جہنم، فرشتوں اور انبیاء سے متعلق سوالات کرے گا۔ صحیح جوابات سننے پر فوراً سجدہ میں گر جائے گا۔ اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا ہی دین اللہ اور انبیاء برحق کا دین ہے اور یہی موسیٰ وعیسیٰ کا دین ہے اور تمہارے نبی کی ہی شان سرخ اونٹنی والے کے طور پر تورات میں بیان کی گئی ہے اور تم ہی اس شہر کے مالک ہو۔

☆ راہب شہر کے مرکز میں پہنچ کر صدا لگائے گا کہ لوگو! تمہارے پاس اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد آئی ہے جس کا ذکر تم تورات وانجیل میں پاتے ہو ان کی دعوت پر لبیک کہو اور اس دین کو قبول کرلو۔

☆ راہب عیسائیوں کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے گا اس کے ساتھ ہی آگ آسمان سے لوہے کے ستون کی مانند نازل ہوگی جو وسط شہر تک پہنچ جائے گی۔

☆ امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوں گے اور اعلان کریں گے کہ لوگو! راہب قتل کر دیا گیا ہے اس پر مسلمان چار تکبیرات کہیں گے اور شہر کی دیوار گر جائے گی مسلمان اہل روم کو قتل کریں گے اور فتح یاب ہوں گے۔

☆ روم سے بیت المقدس کے زیورات اور تابوت سکینہ (Ark of Covenant) نکالیں گے۔ بنی اسرائیل کا دستر خوان، عصا موسیٰ، الواح تورات، منبر سلیمان، اور مَن (من وسلویٰ جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا) کی دو بوریاں نکالیں گے۔

☆ روم میں مسلمانوں کا قیام سات سال ہوگا اور پھر تمام تر مذکورہ سامان لے کر بیت المقدس آ پہنچیں گے۔

☆ بیت المقدس واپسی پر مسلمانوں کو اصفہان کے علاقے یہودیہ سے دجال کے خروج کی خبر ملے گی۔(39)

جنگوں کا ظہور اور علاقوں کی بربادی (ترتیب زمانی سے)

عن نافع بن عتبة قال رسول اللهﷺ تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الدجال فيفتحه الله.(40)

"نافع بن عقبہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تم جزیرۃ العرب میں جنگ کرو گے تو

اللہ اسے فتح کرائے گا پھر تم فارس سے لڑو گے تو اللہ اسے بھی فتح کرائے گا پھر روم سے تو اللہ اسے بھی فتح کرے گا پھر تم دجال سے لڑو گے تو اللہ (اسے بھی) فتح کرائے گا۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جزیرۃ العرب اور فارس (ایران وعراق) تو دور فاروقی میں ہی فتح ہو گئے اور روم کا جہاں تک تعلق ہے تو سلطنت روما(Roman Empire) 395ء میں رومی شہنشاہ تھیوڈوسس(Theodosius) کی موت پر دو حصوں میں بٹ گئی ایک حصہ مشرقی روم جسکا دارالحکومت قسطنطنیہ بنا اور بعد میں یہی بازنطین(Byzintine) کے نام سے معروف ہوا اور دوسرا حصہ روم کا دارالحکومت (اٹلی) شہر روم کہلایا۔

اس حدیث سے اگر فتح روم کا مشرقی حصہ سمجھا جائے تو وہ سلطنت عثمانیہ کے عظیم فاتح اور جرنیل سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں 1453ء میں فتح ہو چکا اور مکمل رومی سلطنت مراد لیا جائے تو اس کی فتح ابھی باقی ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے اثر میں علاقوں کی خرابی یوں بالترتیب مذکور ہے۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمران بیت المقدس، خراب یثرب وخراب یثرب، خروج الملحمة وخروج الملحمه فتح قسطنطنیه وفتح القسطنطنیه خروج الدجال(41)

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس کی آبادی، یثرب (مدینہ منورہ) کی بے آبادی کا پیش خیمہ ہوگی اور یثرب کی بے آبادی ملحمہ کے خروج کا پیش خیمہ اور ملحمہ کا ظہور فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ اور فتح قسطنطنیہ ظہور دجال کا پیش خیمہ ہوگی۔

بیت المقدس کی بے آبادی سے مراد یہاں یہود کا قبضہ ہوسکتا ہے بیت المقدس پر اسرائیلی قبضہ کے بعد یہود کی ناپاک نظریں مدینہ منورہ پر جمی ہوئی ہیں جنگ خلیج کے وقت افواج امریکہ کا جزیرۃ العرب میں قدم جمانا اسی ناپاک منصوبہ کا حصہ ہوسکتا ہے جس کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔

عن وهب بن منبه قال الجزيرة امنة من الخراب حتى يخرب مصر .... وخراب المدينة من قبل الجوع.(42)

''حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جزیرۃ العرب اس وقت تک برباد نہ ہوگا جب تک مصر برباد نہ ہو جائے اور جنگ عظیم اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کوفہ برباد نہ ہو جائے، اور جب جنگ عظیم ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ اور اندلس اور جزیرۃ العرب

کی خرابی گھوڑوں کی ٹاپوں اور لشکروں کے اختلاف کی وجہ سے ہوگی اور عراق کی خرابی بھوک اور تلوار کی وجہ سے ہوگی، اور آرمینیا کی خرابی زلزلے اور کڑک سے ہوگی، اور کوفہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی اور بصرہ کی خرابی ڈوبنے کی وجہ سے ہوگی اور ابلہ کی خرابی دشمن کی وجہ سے ہوگی، اور رے کی خرابی دیلم کی وجہ سے ہوگی اور خراسان کی خرابی تبت کی وجہ سے ہوگی اور تبت کی خرابی سندھ کی وجہ سے ہوگی، اور سندھ کی خرابی ہندوستان کی وجہ سے ہوگی، اور یمن کی خرابی ٹڈیوں اور بادشاہ کی وجہ سے ہوگی، اور مکہ کی خرابی حبشہ کی وجہ سے ہوگی، اور مدینہ کی خرابی بھوک کی وجہ سے ہوگی۔

مذکورہ بالا تمام احادیث امت مسلمہ کو خواب غلفت سے بیدار کرنے کے لیے کافی ہیں اور مسلم ممالک باہم ایک دوسرے کو کفر کے ہاتھوں پٹتا ہوا دیکھنے کے باوجود تعیشات میں مگن ہیں کہ ابھی ہماری باری نہیں آئی ایسی صورتحال میں دشمن کے خلاف تیاری اللہ کے قول **و اعدو الھم ماستطعم من قوۃ** (43) کے مطابق فرض ہے۔

اہل عرب کی ناکہ بندی

عن کعب قال یوشك ان یزیح البحر الشرقی حتی لا یجری فیه سفینة وحتی لایجوز اهل قریة الی قریة وذالك عند الملاحم وذالك عند خروج المهدی. (44)

کعب الاحبار فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ مشرقی سمندر دور ہو جائے گا اور اس میں کوئی بھی کشتی نہ چلے چنانچہ ایک بستی والے دوسری بستی میں نہ جا پائیں گے اور یہ جنگ عظیم کے وقت میں وقوعہ ہوگا اور جنگ عظیم مہدی کے ظہور پر ہوگی۔

مذکورہ بالا حدیث میں مشرقی سمندر سے بحیرہ عرب مراد ہے اور اس کے دور ہونے سے مراد معنیٰ مجازی ہوں گے یعنی اس تک پہنچنا دشوار اور آمد و رفت بند ہوگی۔

دنیا کے نقشہ پر اگر نظر ڈالیں تو امریکی بحری بیڑوں کا کراچی کے ساحل سے صومالیہ تک کے تمام بحری گزرگاہوں پر قبضہ نظر آئے گا۔ 9/11 کے وقوعہ کے بعد تو بحر ہند اور بحیرہ عرب میں آنے جانے والے جہازوں کو چیکنگ کے سخت مراحل سے گزرنا پڑتا بالخصوص پاکستانی جہازوں کی چیکنگ بہت سخت ہوئی ہے اور آئندہ بد سے بدتر حالات اسی بات کے متقاضی ہیں کہ حدیث میں بحر شرقی کی دوری کو اسی معنی پر محمول کیا جائے اسی طرح مکہ و مدینہ کے اطراف پر بھی دجالی قوتوں کی ناکہ بندی ہوئی ہے تمام سمندری گزرگاہیں ان کے کنٹرول میں ہیں اسی طرح خشکی کے جوانب بھی مکمل طور پر ان کے گھیرے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر فتن

احوال میں مسلمانوں کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

سرزمین ہند کی جنگیں

عن ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ قال: قال رسول اللہ ﷺ عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابة تغزو الھند وعصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم. (45)

''حضرت ثوبان (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے ایک وہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگی (دجال کے خلاف)''۔

ثوبان سے مروی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سرزمین ہند پر لڑی جانے والی جنگ کس قدر مبارک و سعید ہے اس حدیث میں کسی مخصوص غزوہ کی تعیین نہیں کی گئی بلکہ تغزو الہند سے مطلقاً ہندوستان کی جنگی کاروائی اور ہر قسم کی معرکہ آرائی شامل ہے۔ سرزمین ہند کے لیے معرکہ آرائی دور فاروقی رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک جاری ہے۔ اس لیے ہندو جو بنیادی طور پر مشرک ہیں ان سے یہ جنگ بزبان نبوی مبارک وسعادتمند ہے۔

فتح ہند کے لئے بیت المقدس سے لشکر کی آمد

عن کعب قال یبعث ملك فی بیت المقدس جیشا الی الھند فیفتحھا ویاخذ کنوزھا فیجعله حلیة لبیت المقدس ویقدمو علی ملوك الھند مغلولین یقیم ذالك الجیش فی الھند الی خروج الدجال. (46)

''حضرت کعب فرماتے ہیں بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی جانب ایک لشکر روانہ کرے گا چنانچہ وہ لشکر ہندوستان فتح کرے گا اور اس کے خزانے حاصل کرے گا تو وہ بادشاہ اس خزانے سے بیت المقدس کو آراستہ کرے گا اور وہ (مجاہدین) ہندوستان کے بادشاہوں کو قیدی بنا کر لائیں گے اور یہ لشکر ہندوستان میں آمد دجال تک قیام کرے گا''۔

مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں اگر تاریخ کے صفحات پر نظر دوڑائیں تو ابھی تک بیت المقدس سے ہند کی فتح کے لئے آنے والے کسی لشکر کا تذکرہ نہیں لہٰذا اس پیشین گوئی کا پورا ہونا باقی ہے۔ بیت المقدس سے آنے والے لشکر میں وہ تمام مسلمان مجاہدین شامل ہو سکتے ہیں جو اس سے قبل پہلی تمام جنگوں میں شریک رہے کیونکہ سرزمین ہند کی حدود یہاں وہی سمجھی جائیں گی جو دور نبوت میں تھیں چنانچہ موجودہ ہندوستان، پاکستان،

جزائر مالدیپ، بھوٹان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا وغیرہ سبھی ممالک اس کے زمرے میں آئیں گے، اس طرح ممالک کے ایک سلسلے کی فتح کے لیے اغلباً ایک بہت بڑا لشکر درکار ہوگا جس کو امام مہدی ہند کی طرف بھیجیں گے اور یہ مکمل فتح سے ہمکنار ہو کر واپس لوٹے گا۔

ملاحم میں اسرائیل کا انجام

ملاحم میں یہود کا کردار کیا ہوگا ان کا کیا انجام ہوگا۔ کیا سلطنت اسرائیل تباہ ہو جائیگی؟ گزشتہ صفحات میں بیان کردہ شواہد سے راجح ترین رائے یہی معلوم ہوتی ہے کہ ملاحم میں اسرائیل روم سے پہلے فنا کے گھاٹ اتر چکا ہوگا۔ کیونکہ گزشتہ مذکورہ احادیث میں اس بات کا واضح ترین ذکر ملتا ہے کہ مسلمان جنگوں کے دوران یہود کے علاقوں یافا اور عکا میں پڑاؤ کریں گے اور یہ لامحالہ تبھی ممکن ہے کہ جب وہاں اسرائیل موجود نہ ہو البتہ دلائل سے یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ اسرائیل کی مکمل تباہی ابھی نہ ہوگی بلکہ اسرائیلی کئی علاقوں میں بڑی تعداد میں منتشر ہو چکے ہوں گے اور انکی ہلاکت جزوی طور پر ہوئی ہوگی۔

اس بات کی دلیل خروج دجال کے وقت اصبہان (اصفہان) کے ستر ہزار یہودیوں کا مجتمع ہو کر دجال کی پیروی اختیار کر لینا حدیث میں مذکور ہے گویا معلوم ہوا کہ اسرائیل اغلباً سلطنت ایران پر قابض ہو چکا ہوگا یا پھر ایران پر کوئی ایسا حکمران قابض ہوگا جو اسرائیلیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہوئے انہیں اپنی سرزمین میں آباد ہونے کی اجازت دے دے گا یا کوئی بھی صورت ممکن ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جہاں تک فتح قسطنطنیہ اور فتح روم کی احادیث کا تعلق ہے تو وہ اس بات کی مؤید ہیں کہ عرب خطے میں موجود دشمن شکست خوردہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوگا اس طرح اس خدائی مار میں اسرائیل کا اس کی زد میں آنا بعید از قیاس نہیں گویا اسرائیل کی ریاست تو ختم ہو جائیگی مگر یہود کا مختلف ممالک و امصار میں انتشار یقینی ہوگا اور دجال کا خروج کسی بات پر شدید غصہ کھانے کے سبب ہوگا اور یہ عین ممکن ہے کہ وہ یہود کی کوئی عبرتناک شکست کے باعث ہی ہو کیونکہ دجال تو خود بھی یہودی ہوگا تو لامحالہ یہود کے مصالح و مفادات کے لئے جنگ کرے گا۔

مقالہ نگار کی راجح ترین رائے میں اسرائیل بھی بری طرح سے ملاحم میں خدائی غیض و غضب کا شکار ہوگا اور اسی غضب کی مار کے لیے انہیں یروشلم میں جمع کیا جا رہا ہے لیکن یہود کسی روشن دور کے منتظر ہیں کہ جس روز انہیں یروشلم میں اجر و ثواب کے لئے خدا واپس لوٹائے گا۔ اس ضمن میں ان کی دلیل ملاحظہ ہو۔

یہود کی مضبوط ترین دلیل

یہود کے پاس ان کے ارض یروشلم میں دوبارہ عود کر آنے اور خدائی خوشنودی کے حصول کی واضح ترین دلیل حزقیال کی یہ آیت ہے۔

''خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کو لوگوں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے نکال لاؤں گا اور ہر طرف سے ان کو فراہم کروں گا اور ان کو ان کے ملک میں لاؤں گا اور ان کو میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بناؤں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا آگے وہ نہ دو قومیں ہوں گے نہ دو مملکتوں میں تقسیم ہوں گے'' (47)

یہود اس دلیل کی روشنی میں بڑے پر امید اور خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ خدا کے وعدہ کے مطابق وہ آج ریاست اسرائیل بنانے میں اور یروشلم میں آہستہ آہستہ مجتمع ہونے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

حالانکہ حزقیال کی مذکورہ بالا آیات سے اگر دو اگلی آیات بھی ملاحظہ کی جائیں تو ان کی خام خیالی منظر عام آجاتی ہے۔ دونوں اگلی آیات ملاحظہ ہوں۔

''وہاں وہ اپنے بتوں سے اور اپنی نفرت انگیز چیزوں سے اور اپنی خطا کاریوں سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کریں گے بلکہ میں ان کو ان کے تمام مسکنوں سے جہاں سے انہوں نے گناہ کیا ہے چھڑاؤں گا اور ان کو پاک کروں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے اور میں ان کا خدا ہوں گا اور میرا بندہ داؤدان پر بادشاہ ہوگا اور ان کا ایک ہی چرواہا ہوگا اور وہ سب میرے احکام پر چلیں گے اور میرے آئین کو مان کر عمل کریں گے'' (48)

بلاشبہ یہاں داؤد کے ذکر سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق آج کی صیہونی ریاست نہیں بلکہ داؤد کا دور تھا جو گزر چکا ہے اور غور طلب نکتہ اس میں یہ بھی ہے کہ حزقیال خود حضرت داؤد کے بعد کے ہیں لہٰذا اس سے بائیبل کی تحریف بھی ثابت ہو رہی ہے۔ اور اگر بالفرض یہاں یہود کو یہ اصرار ہو کہ اس سے مراد اسرائیلی ریاست کا قیام ہی ہے اور داؤد کا ذکر یہاں رمزیہ ہے تو پھر بھی یہود کو اس بات کا جواب دینا ہوگا کہ پیش گوئی میں مذکور ہے کہ'' وہ سب میرے احکام پر عمل پیرا ہوں گے'' کیا اس بات کے وہ آج مصداق ہیں؟

دنیا جانتی ہے کہ سود خوری، فحاشی و ہم جنس پرستی کے آج یہودی رسیا ہیں اور ان برائیوں کے مراکز ان کے ہاں موجود ہیں اس صورت میں کیا یہ آئین خداوندی پر عمل پیرا ہونا ہی ہے یا کہ آئین خداوندی کے

خلاف کھلی بغاوت ہے۔

خدا کے غضب کی نوید اور منتشر یہودیوں کو جمع کرنے کا مقصد

اس تذکرے کے بعد چند آیات بائبل کی بطور دلیل کے پیش کی جا رہی ہیں۔ارض یروشلم میں یہود کا جمع ہونا فی الحقیقت خدائی غیض و غضب اور اس کی مار کے لیے ہے۔اور یہ غضب اس قدر بھیانک انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ جس سے اسرائیلی آج طوطا چشمی کر رہے ہیں۔صفنیاہ میں مذکور ہے

''اے بے حیا قوم جمع ہو! جمع ہو! اس سے پہلے کہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو اور وہ دن بھس کی مانند جاتا رہے اور خداوند کا قہر شدید تم پر نازل ہو اور اس کے غضب کا دن تم پر آ پہنچے'' (49)

اسی طرح حزقیال میں ہی ان کے عبرتناک انجام کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

''خداوند یوں فرماتا ہے کہ چونکہ تم سب میل ہو گئے ہو اور دیکھو میں تم کو یروشلم میں جمع کروں گا لوگ چاندی، پیتل، لوہا، سیسا اور رانگا بھٹی میں جمع کرتے ہیں اور ان پر دھونکتے ہیں تاکہ ان کو پگھلا ڈالیں، اسی طرح میں اپنے قہر اور غضب میں تم کو جمع کروں گا اور تم کو وہاں رکھ کر پگھلا ڈالوں گا جس طرح چاندی بھٹی میں پگھلائی جاتی ہے اسی طرح تم اس میں پگھلائے جاؤ گے اور تم جانو گے کہ میں خداوند نے تم پر اپنا قہر نازل کیا ہے'' (50)

اسرائیل کے ایک تہائی مشرف با اسلام ہوں گے

زکریا کے صحیفہ میں صراحتاً ذکر ہے کہ دو تہائی اسرائیل قتل ہوں گے اور ایک تہائی بچ رہیں گے۔

''خداوند فرماتا ہے سارے ملک میں دو تہائی قتل کیے جائیں گے اور مریں گے لیکن ایک تہائی بچ رہیں گے اور میں اس تہائی کو آگ میں ڈال کر چاندی کی طرف صاف کروں گا'' (51)

معلوم ہوتا ہے یہی لوگ مشرف با اسلام ہوں گے اور نجات پائیں گے یہود کا ایک حصہ قتل، ایک حصہ راہ فرار اختیار کر کے دوسرے ممالک میں منتشر ہوگا اور کچھ جو باقی رہیں گے وہ بیت المقدس کی فتح کے بعد یا تو ذمی بن کر مسلمانوں کی حراست میں آئیں گے یا اسلام قبول کر کے خدائے واحد لاشریک کے پیروکار ہوں گے۔

درج بالا حقائق سے اسرائیل کا ملاحم میں انجام بالکل واضح ہے۔منتشر شدہ یہود ہی اغلباً خروج دجال کے وقت اس کی مصاحبت میں دوبارہ مجتمع ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوں گے اس طرح ان کا قضیہ

تمام ہوگا۔

ڈاکٹر سفر الحوالی نے اپنی کتاب ''یوم الغضب ''میں (52) اسی رائے کو راجح قرار دیا ہے اسی طرح امین محمد جمال الدین نے اپنی کتاب ''عمر امة الاسلام وقرب ظهور المهدی ''میں (53) اسی موقف کو اختیار کیا ہے اس جنگ وجدال کے بعد یہ کائنات بالآخر اپنے حتمی انجام کو جا پہنچے گی۔

خلاصہ بحث

موجودہ عالمی احوال کے پیش نظر ملحمۃ الکبریٰ کی چنگاریاں اب پھیلتی ہوئی ایک بڑے وحشتناک الاؤ کی صورت میں تبدیل ہوتی نظر آرہی ہیں۔ اقوام عالم کے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور منافقانہ روش کرہ ارض کو حروب ومقاتلات کے ایک طویل تسلسل کی طرف دھنساتی چلی جارہی ہے۔ جہاں سے انسانیت کی کربناک ہلاکت اور اختتام بالآخر اسکا مقدر بنتا نظر آرہا ہے۔ چند درندہ صفات افراد کی ڈھٹائی کی سزا عامۃ الناس کو بھگتنا پڑتی ہے۔ یہود کی بڑھتی ہوئی شر پسندانہ، مذموم حرکات کہ جنہیں خود کئی یہودی وعیسائی مصنفین طشت از بام کر چکے ہیں۔ انہیں اسلام کی آفاقیت، وسعت وعالمگیریت روز ازل سے ہی کھٹکتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی شعائر اسلام کا مذاق تو کبھی توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نفرت وانتقام کا جلتا ہوا الاؤ ان جنگوں کو بالآخر ایسا طول دے گا کہ یہ تپش پھر بجھائے نہ بجھے گی۔ قرآن نے ان کے اسی اطوار کو یوں بیان کیا ہے۔ لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا ليهود والذين اشركو. (54) ''تم عداوت کے لحاظ سے لوگوں میں سخت ترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو یہودی ہیں اور مشرک ہیں۔

یہود کی اسلام سے بے جا دشمنی کی ایک جھلک کیرن آرم سٹرانگ کے قلم سے ہمیں یوں ملتی ہے کہ جب وہ (آرمسٹرانگ) ایک مرتبہ یروشلم میں ٹی وی سیریز کی شوٹنگ کررہی تھیں تو مسجد عمرؓ سے اذان کی آواز آنے لگی اس پر اس نے شوٹنگ تھوڑی دیر روکنے کو کہا۔ اس کے ساتھ ہی یہودی اراکین مسجد کی جانب اشارے کر کے بے ہودہ حرکتیں کرنے لگے، سخت برہمی ان کے چہروں پر عیاں تھی اور وہ ابنارمل نظر آنے لگے۔ گویا وہ کسی خوف کا شکار ہوں (55)

ایک طرف یہود ہیں جو عداوت ومخاصمت کی آخری حدوں تک کو پھلانگنے کے خواہاں نظر آتے ہیں دوسری جانب مسلمان اصحاب اختیار واقتدار ہیں کہ جو فکری ارتداد میں روز بروز بڑھے چلے جارہے ہیں اور دشمن قوتوں سے معاونت کے عہد وپیمان کیے ہوئے ارض حرمین میں چھاؤنیاں بنانے کی اجازت دیئے ہوئے ہیں۔ وہ وقت کچھ بعید نہیں محسوس ہوتا کہ جب ہمارا کرہ ارض ''ظهر الفساد فی البر والبحر بما

کسبت ایدی الناس ''(56) کے مصداق بن کر اپنی محوری گردش اور تواتر سے دور ہوتا نظر آئے گا۔ چلی اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں آنے والے زلزلوں کے باعث زمین کا اپنے محور سے ہٹنا Nasa نے واضح کر دیا۔ انسانی افعال و اعمال کے باعث قدرت کا کوڑا انسانیت کو بالآخر اپنے حتمی انجام کو جا پہنچائے گا۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ ہنٹگٹن ، سیموئیل پی، تہذیبوں کا تصادم، ص 15 ، مترجم عبدالمجید طاہر، نگارشات، اردو بازار لاہور، 2007

2۔ چومسکی، نوم، 11 ستمبر ص 72، مترجم کاشف راز، گلشن اقبال کراچی، 2004

3۔ چومسکی، نوم، 11 ستمبر ص 63، مترجم کاشف راز، گلشن اقبال کراچی، 2004

4۔ الحج 40/22۔ 5۔ البقرہ 251/2

6 Marsden, Victor E, *"World Conquest through world Government"* The Protocols of the learned elders of zoin, urdu translate Muhammad Yahya, P 16, Nigarshat, Lahore.2004.

7. *World Conquest through World government* P 42

8. *World Conquest through World government* P: 43

9. Henry Ford 1, *The Internattional Jews*, Urdu translate Mian Abdul Rasheed, P 10-11,12, Suffa publishers Lahore, 2003

10.Evons, Richard J, *The coming of third reich*, P 35, Mc Millon, 2006

11۔ جامع بیان العلم (184/1)۔ مسند احمد 137/2۔

12۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، (537/12) بیروت 1375ھ

13۔ الزبیدی، مرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، ص 641 دارالفکر، بیروت، 1414ھ

14۔ ایضاً 15۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، بذیل ''ملاحم'' ص 523، دانشگاہ جامعہ پنجاب، لاہور، 1959

16۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ بذیل ''ملاحم'' ص 524

17۔ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، حصہ دوم، ص 195-194 فصل 53، مترجم راغب رحمانی، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی 1986۔

18۔ ابوداؤد، (ح 4292) 19۔ المروزی، نعیم بن حماد، الفتن، ص 245 باب امام المسلمین فی بیت المقدس

20۔ ایضاً 21۔ ابوداؤد، (2767)

22۔ المروزی، نعیم بن حماد، باب امام المسلمین فی بیت المقدس، ص:245 23۔ ایضاً

24۔مسند احمد 128/4 25۔ابن ماجہ (ح 1440)

26۔المروزی، نعیم بن حماد، الفتن، ص:245 باب امام المسلمین

27۔ایضاً 28۔ایضاً 29۔ایضاً

30۔ایضاً 31۔مسلم، کتاب الفتن (ح 2899)

32۔مسند احمد، 544/1 33۔ المروزی، نعیم بن حماد، الفتن، ص:245 باب امام المسلمین

34۔ایضاً 35۔مسلم، کتاب الفتن، باب فی فتح القسطنطنیہ، (ح 2897)

36۔ المروزی، نعیم بن حماد، الفتن، ص:245 باب امام المسلمین 37۔ایضاً 38۔ایضاً ص:281

39۔الدانی، ابوعمر، عثمان بن سعید، السنن الواردہ فی الفتن وغوائلھا والازمنہ وفسادھا والساعۃ واشراطھا، ص:۶۱۵

40۔مسلم (2900) کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ما یکون من فتوحات المسلمین قبل الدجال

41۔ابوداؤد (4294) کتاب الملاحم، باب یذکر من ملاحم الروم

42۔الدانی، ابوعمرو، عثمان بن سعید، السنن الواردہ فی الفتن وغوائلہا والازمنۃ وفسادھا والساعۃ واشراطھا، ص 599، دارالعاصمہ الریاض، ابن عدی نے الکامل فی الضعفاء میں اس کی سند میں موجود راوی ادریس بن سنان کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

43۔التوبہ (59/8) 44۔السنن الواردہ فی الفتن (608/5)

45۔سنن نسائی (ح، 3177) کتاب الجہاد باب غزوۃ الہند

46۔الفتن، ص 224 باب ما یکون بعد المہدی

47۔حزقیال (37:21-22) 48۔حزقیال (37:23-24) 49۔صفنیاہ (2:1-2)

50۔حزقیال 22:19-22) 51۔زکریا (13:9-8)

52۔الحوالی، سفر، ڈاکٹر، یوم الغضب ہل بدأ بانتفاضۃ رجب؟ قرائۃ تفسیریۃ لنبوءات التورات عن نہایۃ دولۃ اسرائیل، مترجم حامد کمال دین، ص 194-178، مطبوعات ایقاظ، اچھرہ لاہور، 2007

53۔جمال الدین، امین محمد، عمرہ امۃ الاسلام وقرب ظہور المہدی، مترجم پروفیسر خورشید عالم، ص، 69-68، خدام القرآن، ماڈل ٹاؤن لاہور، طبع پنجم، 2005

54۔سورہ المائدہ، ۸۲/۵

55۔آرم سٹرانگ، کیرن، مقدس جنگ، احسن بٹ (مترجم)، ص:258، نگارشات اردو بازار، لاہور، 2007

56۔سورہ الروم: ۴۱/۳۰